© rasailojaraid.com

سلسلۂ عنایت از راہِ عنایت جاری رہے اور اہلِ ذوق کو کلیات کے دوسرے تیسرا ایڈیشن نصیب ہوں۔(وقار احمد زبیری)

ارمغانِ خورشید، مرتب: ڈاکٹر زاہد منیر عامر۔ ناشر: پنجاب یونی ورسٹی پریس، لاہور۔ صفحات:۵۴۲+۱۸۔ قیمت: ۱۰۰۰روپے۔

اُردو میں اہلِ علم و ادب اور اکابرِ ملک و ملّت کی خدمات کے اعتراف میں اَرمغان یا یادگاری کتاب پیش کرنے کی ایک روایت برسوں سے چلی آرہی ہے۔ مسلّمہ روایت میں تو 'ارمغانِ علمی' متعلقہ شخصیت کی دل چسپی کے موضوعات پر غیر مطبوعہ علمی مضامین پر مبنی ہوتی ہے۔ اُردو میں ایسے ارمغانوں کی تعداد تقریباً دو درجن ہے ('انگشت شمار' نہیں جیسا کہ زیرِنظر مجموعے میں بتایا گیا ہے)۔ زیرِتبصرہ کتاب ان معنوں میں تو 'ارمغانِ علمی' نہیں مگر پروفیسر ڈاکٹر سیّد محمد خورشید الحسن رضوی (ولادت: ۱۹مئی ۱۹۴۲ء) کی شخصیت، حالاتِ زندگی، تصانیف و تالیفات، شاعری وغیرہ پر مطبوعہ مضامین اور تبصروں کا ایک خوب صورت مجموعہ ہے جسے ان کے شاگرد ڈاکٹر زاہد منیر عامر نے (جو خود بھی ایک بڑے نام وَر استاد، محقق، مصنف اور شاعر ہیں) بڑی محنت اور محبت سے تیار کر کے پیش کیا ہے۔

خورشید رضوی اُن 'پراگندا طبع' لوگوں میں سے ہیں جن کی تعداد ہمارے معاشرے سے روز بروز گھٹتی جارہی ہے۔ صاحبانِ علمیت و ذہانت تو مل جاتے ہیں مگر بے غرض، بے ریا اور نام و نمود کی خواہش سے بے نیاز (خورشید رضوی ایسے) کم ہی ملتے ہیں۔ اس کتاب میں رضوی صاحب کے بارے میں ان کے بعض اساتذہ کی آرا بھی شامل ہیں، مثلاً: ڈاکٹر سیّد عبداللہ، ان کی 'دانش ورانہ صلاحیتوں' کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''خورشید رضوی کے عربی زبان و ادب کے غیر معمولی علم نے مجھے نمایاں طور پر متاثر کیا''۔ ڈاکٹر ایس ایم زمان فرماتے ہیں: ''ڈاکٹر خورشید رضوی کے تحقیقی مضامین پر نظر ڈالیں تو یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ ایک سنجیدہ، محتاط، ذہین و طباع، محقق و مفکر ہیں یا صاحبِ طرز ادیب......؟ وہ یہ سبھی کچھ ہیں''۔ اسی طرح ڈاکٹر صوفی محمد ضیاء الحق کو ہزاروں طالب علموں میں سے ''صرف ایک ہونہار نوجوان [خورشید رضوی] میں علمائے سلف رحمہم اللہ کے اوصافِ عالیہ کی کچھ جھلک نظر آئی''۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اساتذہ کی ان آرا کے ساتھ رضوی صاحب پر اُردو کے نام وَر ادیبوں، شاعروں، صحافیوں اور نقادوں کے مختصر اور طویل مضامین بھی شامل ہیں۔ یہ مضامین خورشید صاحب کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں (بطور شاعر، بطور محقق، بطور نقاد، بطور مترجم) کا احاطہ کرتے ہیں۔ مؤلّف نے مجموعے کو مزید وقیع اور روشن کرنے کے لیے خود خورشید صاحب کے تین خطباتِ صدارت، مصاحبے (انٹرویو) اور مکاتیب بھی (مع چھے انگریزی تحریرات) شامل کر دیے ہیں۔

یہ بہت خوش آیند بات ہے کہ ایک ایسے شخص پر، جس کا ادب میں کوئی دھڑا نہیں ہے اور وہ ترقی پسند بھی نہیں ہے اور شہرت کا طلب گار بھی نہیں، اتنی بڑی تعداد میں لکھنے والوں نے ازخود لکھا ہے، لیکن دوسری طرف یہ بات افسوس اور تشویش کی ہے کہ ہماری جامعات اور علمی و تحقیقی اداروں نے خورشید رضوی ایسے نادرِ روزگار عالم سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ یہ الگ بات ہے کہ انھوں نے ستایش کی تمنا اور صلے کی پروا کیے بغیر، اپنی دُھن میں عربی ادب پر بے مثال تحقیقی و تنقیدی کام کیا ہے۔

مرتب کا ذوقِ تالیف و ترتیب بھی قابلِ داد ہے۔ انھوں نے مجموعے کو دل چسپ بنانے اور پیش کش کو نہایت خوب صورتی سے سامنے لانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ لیکن اگر وہ زیرنظر نسبتاً آسان کام کے بجائے اصل 'ارمغانِ علمی' تیار کرتے تو اور زیادہ مبارک باد کے مستحق اور 'مرداں چنیں کنند' کا مصداق ہوتے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

اُردو اِملا کے اصول، پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ۔ ناشر: قریشی برادرز پبلشرز۔ ۲-اُردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۱۲۰۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔

زیرنظر کتاب غالباً مصنف کا ایم فل اُردو کا تحقیقی مقالہ ہے۔ اشاعت کے موقعے پر ممکن ہے اس میں ترامیم اور تبدیلیاں کی گئی ہوں۔ مصنف نے ایم فل اُردو کے لیے 'اُردو قاعدہ، تحقیقی و تنقیدی مطالعہ' کے عنوان سے تحقیقی مقالہ لکھا جس میں اِملا اور رسم الخط کے مسائل بھی زیربحث آئے تھے۔ انھی مسائل کی وضاحت اور حل کے سلسلے میں انھوں نے زیرنظر کتاب تصنیف کی ہے۔ اس میں ان کے تحقیقی مقالے کا ایک حصّہ بھی شامل ہے۔

اُردو زبان بالعموم خطِ نستعلیق میں لکھی جاتی ہے جو ہمارے نزدیک دنیا کا سب سے خوب صورت رسم الخط بھی ہے۔ لیکن جہاں اِملا درست نہ ہو اور اِملا میں یکسانیت کا فقدان ہو،

© rasailojaraid.com